# SENATE OF PAKISTAN

## SENATE DEBATES

**Wednesday, February 21, 1990.**

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at 4.30 of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

---

*(Recitation from the Holy Quran)*

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَ
الْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا
وَّأَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَآءَ
أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٤﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ إِمَّا
يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَأَصْلَحَ
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٣٦﴾

# SENATE OF PAKISTAN

## SENATE DEBATES

**Wednesday, February 21, 1990.**

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at 4.30 of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

---

*(Recitation from the Holy Quran)*

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَ
الْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا
وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ
أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٤﴾ يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا
يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٦﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**ترجمہ:** کہدو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے۔ اور اس کو بھی کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں (۳۳)

اور ہر ایک فرقے کے لئے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے جب وہ آجاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کر سکتے ہیں نہ جلدی (۳۴)

اے بنی آدم (ہم تم کو نصیحت ہمیشہ کرتے رہے ہیں کہ) جب ہمارے پیغمبر تمہارے پاس آیا کریں اور ہماری آیتیں تمکو سنایا کریں (تو ان پر ایمان لایا کرو کہ) جو شخص (ان پر ایمان لاکر خدا سے) ڈرتا رہیگا اور اپنی حالت درست رکھے گا تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۳۵) اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اس سے سرتابی کی وہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے (۳۶)

## LEAVE OF ABSENCE

**جناب چیئرمین:** جناب قاضی عبداللطیف صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان میں ۱۵ فروری کو حاضر نہیں ہو سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لیے چھٹی کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب چیئرمین:** جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب اور طارق چوہدری صاحب کی تحریک التوا ...

**پروفیسر خورشید احمد:** میرے خیال سے اس سے پہلے question hour suspend کرنے کے لئے move ہونی چاہیئے

**جناب چیئرمین:** جناب محمد علی خان صاحب۔

## Motion Under Rule 236

**Mr. Muhammad Ali Khan:** Mr. Chairman, Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of Rule 38 of the said Rules be dispensed with.

**Mr. Chairman:** It has been moved by Mr. Muhammad Ali Khan Hoti under Rule 236 the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the requirement of Rule 38 be dispensed with.

*(The motion was carried)*

**Mr. Ahmedmian Soomro:** There is no provision in the Orders Of The Day today for questions because ordinarily we were not supposed to be in session today. Is it necessary to move the motion for suspension of Question Hour?

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ضرورت اس لیے بھی ہے کہ رول ۳۸ یہ کہتا ہے۔

"Except as otherwise provided in these rules, the first hour of every sitting, after the recitation from the Holy Quran, and the making of oath by members, if any, shall be available for asking and answering of questions".

**Adjournment Motions**

i) Re: Sanghi Railway Accident

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میری یہ تحریک التوا سانگی کے واقعہ کے بارے میں ہے اور آپ نے، آپ سے مراد یہ ہے کہ acting Chairman نے اس کو اس لیے موخر کروایا تھا جناب وزیر پارلیمانی امور کی درخواست پر کہ متعلقہ وزیر موجود نہیں ہیں اور آج پھر متعلقہ وزیر موجود نہیں ہیں یہ ہمارے لئے ایک مستقل مسئلہ ہے۔

جناب احمد میاں سومرو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی جناب فرمایئے۔

**Mr. Ahmedmian Soomro:** A judicial enquiry is going on in this matter, and I think according to the Rules of Procedure when there is a judicial enquiry going on, we can't consider that incident.

جناب چیئرمین: اس وقت تو admissibility پر بات ہوگی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اسلیے adjournment کی تحریک میں موجود نہیں تھا ورنہ اس کے لیے ہم prepared ہیں

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

I have got everything with me. I have to give certain points as the honourable Senator has pointed out very rightly that there are certain technical things also.

**جناب چیئرمین:** پروفیسر صاحب سے پوچھ لیتے ہیں admissibility پر۔ اگر پروفیسر صاحب آپ تیار ہیں تو ہم آج اس کو لے لیتے ہیں۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** آپ پڑھ لیں۔ آج مجھے بحث نہیں کرنی۔ یہ بالکل technical problem ہے اور اس کے ضمن میں میں صرف تین چار باتیں آپ کے نوٹس میں لاؤں گا۔

**پروفیسر خورشید احمد:** میں چاہتا ہوں کہ میں پہلے ایک بات کہہ دوں پھر آپ کہہ دیجئے گا۔ میری تحریک التوا کا تعلق قومی اہمیت کے نہایت ہی اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے سے ہے۔ یہ مسئلہ سانگی کے مقام پر پیش آنے والا ریلوے کا حادثہ ہے۔ جو چند نا عاقبت اندیش لوگوں کی غفلت کی وجہ سے پیش آیا اور اس میں سینکڑوں لوگ جاں بحق ہو گئے۔ اس لئے اسے سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman: So, it is being opposed Dr. Sahib.

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** اگر یہ سننا پسند کریں۔

**جناب چیئرمین:** پہلے پروفیسر صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔

**پروفیسر خورشید احمد:** میں بہت لمبی بات نہیں کہنا چاہتا۔

**جناب چیئرمین:** مسئلہ تو بہت اہم ہے۔ کافی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ـ ـ ـ ـ

**پروفیسر خورشید احمد:** چونکہ judicial enquiry شروع ہو گئی ہے اس پر ـ ـ ـ ـ

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** نہیں اس پر اور کوئی بات ہے ہی۔

**جناب چیئرمین:** پہلے پروفیسر صاحب سے پوچھ لیں۔

**پروفیسر خورشید احمد:** میں یہی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ ہر حیثیت سے اہم ہے اور چونکہ وزیر متعلقہ نے یہ بات بھی کہی کہ اس میں sabotage کا عمل دخل

ہے اور اس کے لیے دوسرے شواہد بھی موجود ہیں تو اس بنا پر میں اس کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔
لیکن چونکہ اس میں ایک قانونی نکتہ ایسا ہے کہ Judicial enquiry مقرر
ہو گئی ہے اور ہائی کورٹ کا جج اسے study کر رہا ہے۔ اگر وزیر متعلقہ اس معاملے میں یہ
چاہتے ہیں کہ enquiry مکمل ہو جائے اور اس کی رپورٹ آ جائے تو اس مسئلے کو پھر اس وقت
لے لیا جائے۔

**جناب چیئرمین:** جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** جناب والا! باقاعدہ اس کے لیے Judicial enquiry کا حکم ہو گیا ہے اور اس کی رپورٹ بھی آ جائے گی، دوسری بات یہ ہے کہ

the same adjournment motion was put before the National Assembly in the last session. It was fully debated and ruling was also given on it.

اور اسی لیے یہ تین چار چیزیں ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ

It has already been debated on the floor under Rule 75(d)

یہ clear cut ہے کہ

The thing which has been debated even on admissibility, something has been said and to that very purpose it can't be picked up in the other House. Basically it is also a *subjudice* matter, already it has been debated fully, everything was said about it, therefore, it is duly requested that the enquiry report will be, submitted before the National Assembly and, it shall be put before this honourable House as well. That is the point.

**جناب چیئرمین:** پروفیسر صاحب۔ ڈاکٹر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ enquiry complete ہو جائے گی تو رپورٹ یہاں بھی آ جائے گی اس کے بعد پھر مناسب طریقے سے

may be not as an adjournment motion but may be for the discussion of the affairs.

[Mr. Chairman]

کچھ negligence کی وہ ذمہ داری ڈالیں گے کچھ چیز سامنے آئے گی تو پھر وہ زیادہ بہتر موقع ہوگا so not pressed?

**Prof. Khurshid Ahmed:** Not pressed.

**Mr. Chairman:** Not pressed. It has been withdrawn. Next No.14 - Prof. Khurshid Ahmed. This is regarding chemical waste.

ii) Re: dumping of Chemical poisonous material emitting poisonous evaporations harmful to human body.

**پروفیسر خورشید احمد:** ابتدائی اطلاعات کے مطابق کھلے مقامات پر کھلا پڑا ہوا زہریلا کیمیاوی مواد لوگوں کی موت کا باعث بن رہا ہے جو آبی بخارات کی شکل میں انسانی جسموں میں شامل ہو کر ہلاکت کا سبب بن رہا ہے، عالمی اداروں نے بھی حکومت پاکستان کو اس مواد کے تلف کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں کی جا رہی یہ ایسا اہم اور فوری نوعیت کا مسئلہ ہے کہ سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اسے زیر بحث لایا جائے

**Mr. Chairman:** Is it being opposed Dr. Sahib?

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** Opposed.

**پروفیسر خورشید احمد:** جناب چیئرمین! پہلے ذرا سا یہ دیکھ لیں کہ مسئلہ کیا ہے مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں بین الاقوامی رپورٹوں کے مطابق ۱۹۰ مقامات ایسے ہیں کہ جہاں مختلف قسم کے chemicals کھلے پڑے ہیں اور ان میں خاص طور پر وہ ادویہ ہیں جو کیڑے مارنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں یعنی pesticides لیکن یہ ہے کہ اب وہ استعمال نہیں ہو رہی ہیں اور کھلی پڑی ہیں اور یہ آہستہ آہستہ ہوا میں تحلیل ہو رہی ہیں مختلف طریقے سے یہ فضا کو مسموم کر رہی ہیں سانس کے ساتھ یہ زہر جا رہا ہے اس کے اثرات غذا پر پڑ رہے ہیں اس کے اثرات پانی پر پڑ رہے ہیں اور اس حیثیت سے انسانوں جانوروں کے لیے عام آبادی کے لیے بہت بڑا مسئلہ پیدا ہوا ہے آپ اس امر سے واقف ہیں کہ آج کی دنیا میں ecological problem, polluti کا مسئلہ کس مقام تک پہنچ گیا ہے اور غالباً یہی وجہ تھی کہ خود پاکستان میں بھی ایک Environment Ministry، ماحولیات کی وزارت جیسے ایک وزیر نے تحفظات بھی کہہ دیا تھا بنائی گئی اور اس کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ یہ جو ایک problem ہے pollution

کا اس پر بھی توجہ دی جائے یہ ۱۹۹۰ مقامات جن کی نشاندہی International pollution body نے کی ہے یہ صرف پنجاب اور سندھ میں ہیں اس میں سرحد اور بلوچستان شامل نہیں، پنجاب میں تقریباً ایک ہزار مقامات ہیں اور اس سے زیادہ مقامات سندھ میں ہیں لیکن سب سے زیادہ concentration کراچی، لودھراں اور ساہیوال کے مقامات پر ہے کہ جنہیں بین الاقوامی ایجنسیوں نے انسانی جانوں کے لیئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا ہے یہ کوئی حکومت اور اپوزیشن کا مسئلہ نہیں ہے یہ انسانی جانوں کا مسئلہ ہے یہ ملک کے تحفظ کا مسئلہ ہے اور خصوصیت سے environmental planning جو ہے environmental policy اس سے متعلق ہے یہ چیز World Bank نے بھی رپورٹ کی ہے اس کے علاوہ International Environment Association نے حکومت کو متوجہ کیا ہے Us Aid Policy کے اداروں نے حکومت کو متوجہ کیا ہے حکومت کو عالمی ماحولیاتی سنٹر نے اپنی رپورٹ میں warn کیا ہے اور قوم کو warn کیا ہے اس معاملے میں کہ یہ حالات ہیں اب ہم جاننا چاہتے ہیں کہ حکومت اس معاملے میں کیا کر رہی ہے آیا ان خطرات سے آبادی کو محفوظ کرنے کے لیئے کوئی اقدامات کیے گئے ہیں یا نہیں کیے گئے اس لیئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر گفتگو ہونی چاہیئے جس پر حکومت کو قوم کے سامنے جواب دہی بھی کرنی چاہیئے اور جس پر خود قوم کو بھی آگاہ ہونا چاہیئے کہ کہاں کہاں سے ان کی زندگیوں کو خطرات در پیش ہیں تو اس بنا پر جناب میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے فوری اہمیت کا مسئلہ ہے ایک definite مسئلہ ہے اس کا تعلق مرکزی حکومت کی پالیسی سے ہے اس کی اصلاح مرکزی حکومت کر سکتی ہے صوبائی حکومتوں کے تعاون سے اور اس بنا پر میری نگاہ میں اسے لازماً زیر بحث آنا چاہیئے شکریہ!

**جناب ڈپٹی چیئرمین:** شکریہ ڈاکٹر شیر افگن خان۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور اسی ضمن میں جیسا کہ پروفیسر صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک وزارت قائم کی گئی ہے اور اس مسئلہ کا احساس کرتے ہوئے بہت سارے سیمینار ہوئے۔ اس موضوع پر بات چیت ہو رہی ہے۔ اخبارات میں لکھا جا رہا ہے اور پوری طرح سے عوام کو آگاہ کیا جا رہا ہے جہاں تک پروفیسر صاحب نے یہ نشاندہی کی ہے کہ ۱۹۹۰ جگہوں پر مختلف chemicals وغیرہ پڑے ہوتے ہیں تو اس ضمن میں میں کہنا چاہتا

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

ہوں کہ عمومی طور پر ہمارا ماحول نہ صرف ان کیمیادی مادوں سے بلکہ sewerage system کے ناقص یا بالکل نہ ہونے کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے یہ بہت بڑا گمبیر مسئلہ ہے جس کے بارے میں اب بین الاقوامی سطح پر بہت زیادہ سوچا جا رہا ہے اور اقدامات بھی لیئے جا رہے ہیں یہ ایک continuous مسئلہ ہے اور کافی دیر سے چلا آ رہا ہے اس کے بارے میں موجودہ حکومت بہت حساس ہے اور پہلی دفعہ اس کی نشاندہی کرنے کے بعد اس کے بارے میں تواتر سے اقدامات لینے کی کوشش کر رہی ہے اور اگر ہم اسے تحریک التوا کی صورت میں اس پر یہاں بحث کریں تو میرے خیال میں اس کی افادیت سے تمام ملک لگا ہے عوام آگاہ ہیں حکومت پاکستان آگاہ ہے اور جو حکومت کی طرف سے اقدامات اٹھانے کی بات ہے اس میں کوئی کمی اور کسر نہیں چھوڑی گئی اور جن کیمیادی مادوں کا پروفیسر صاحب نے ذکر فرمایا ہے ہیں حکومت انشاء اللہ پوری طرح کوشش کرے گی کہ اس مسئلے کو جلد از جلد نمٹا دیا جائے اس لیئے میں گزارش کرتا ہوں کہ جہاں تک اسکے تکنیکی پہلو میں آپ بہتر سمجھتے ہیں پروفیسر صاحب بھی سمجھتے ہیں یہ ایک continuous process ہے اور یہ ایک specific issue ایک جگہ نہیں ہے بلکہ بہت ساری جگہوں کا مسئلہ ہے اور بہت ساری قسموں کی بات ہے ایک chemical کی بات بھی نہیں ہے اور اس طرح سے میں آپ سے بھی گذارش کروں گا اور پروفیسر صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ لوگوں کے علم میں بھی یہ بات پہلے سے ہے حکومت بھی اس بات کو اجاگر کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہے اور ساتھ ہی اقدامات کرنے کی بھی بھرپور کوشش ہو رہی ہے

**جناب چیئرمین:** آپ یہ بتائیں کہ ایسی چیز کی removal کے بارے میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** جناب والا! بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو ویسے بھی دی جاتی ہیں یہ تو نشاندہی ہوگی اب صورت حال یہ ہے کہ ان کے خیال سے بین international forum الاقوامی جو criterion ہے وہ differ کرتا ہے ہمارے نقطہ نظر سے اور بہت ساری ایسی قدریں ہیں جو ہمارے ہاں ہیں اور وہ ان کو قدریں نہیں مانتے یا ہم ان کی قدروں کو نہیں مانتے ایسی بہت ساری چیزیں ہیں، ہمارے رہن سہن اور ان کے رہن سہن میں فرق ہے میرے خیال میں ان کے criterion کے مطابق ماسوائے چند علاقوں کے کالونیوں کے تمام جگہوں پر pollution ہو رہی ہے تمام گلیوں سے آپ کو معلوم ہے fermentation ہوتی ہے مختلف چیزوں کے ملنے کے بعد gases برآمد ہوتی ہیں۔۔۔۔

**جناب چیئرمین:** میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اگر اس قسم کے dumps موجود ہیں تو ان کے ہٹانے کی ذمہ داری کس کی ہے کون اس کو remove کرے گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: وہ تو صوبائی حکومتوں کا بھی کام ہے۔ یہ صرف فیڈرل حکومت کا نہیں ہے۔ یہ صفائی کا کام تو صوبائی حکومت کا کام ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کے ہاں کون سی وزارت اس قسم کے کام کو deal کرتی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ماحولیات کی وزارت۔

جناب چیئرمین: تو آپ نے ماحولیات کے وزارت کو بتا دیا ہے کہ یہ مسئلہ ہے اور اس کی removal کی کوشش کی جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! وہ اقدامات کریں گے اور انشاءاللہ اس میں ایسی کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔ پروفیسر صاحب نے پنجاب کے دو شہروں کی نشاندہی کی ہے لیکن جیسا کہ فرما رہے تھے کہ پنجاب میں ایک ہزار جگہوں پر تو

I will request the Honourable Senator to please point out those places.

جناب چیئرمین: میں سمجھتا ہوں کہ اخبار میں یہ چیز آئی ہے اور پروفیسر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ حکومت کی توجہ اس طرف دلائی جائے تاکہ اس کو وہاں سے ہٹا دیا جائے تو اس سلسلے میں آپ کس وزارت کو کہیں گے یا کس محکمے کو کہیں گے کہ یہ چیز ہمارے نوٹس میں لائی گئی ہے اسے وہاں سے ہٹایا جائے یا ہٹانے کی کوشش کی جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: Environments کی باقاعدہ Ministry موجود ہے۔

جناب چیئرمین: Ministry of Environments وجود ہے لیکن کام بھی کرتی ہے یا نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: کام کرتی ہے۔

جناب چیئرمین: ان کو آپ نے کہہ دیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: پروفیسر صاحب نے اخباروں میں پڑھا ہوگا تو اس ضمن میں ہر روز کوشش کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کو یہ چاہیئے کہ اب یہ معاملہ آپ کے نوٹس میں آگیا ہے اور آپ منسٹری

[Mr. Chairman]

کو کہیں بھی دیکھیں یہ بات اخبار میں آئی ہے سینیٹ میں بھی اس پر توجہ دلائی گئی ہے یہ معاملہ بڑا اہم ہے تو مہربانی کر کے کوشش کی جائے کہ یہ dumps وہاں سے remove کیئے جائیں۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** اب ہماری ڈیوٹی ہے ہماری Assurance Committee موجود ہے۔ and that is working in a very excellent way.

**جناب چیئرمین:** پروفیسر صاحب یہ overnight تو نہیں ہوا عرصے سے ہوا ہے اور اب یہ assurance دے رہے ہیں کہ ہاں ان کو ختم کیا جائے گا تو میرے خیال میں press کرنا۔

**پروفیسر خورشید احمد:** بالکل ٹھیک ہے۔ ہمارا مقصد یہی ہے کہ یہ خرابیاں دور ہوں اور ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اپنی فائل کو نکال کر دیکھیں کہ foreign aid کی جو رپورٹ ہے ان میں وہ ساری list موجود ہے اور وہ ساری جگہیں بھی identified ہیں ان میں وہ چند chemicals بھی identified ہیں جو وہاں موجود ہیں جنہیں destroy کیا جا سکتا ہے یا ان کے دفن کرنے یا ختم کرنے کا کوئی دوسرا متبادل نظام بنایا جا سکتا ہے۔

Mr. Chairman: so, this is not pressed.

**پروفیسر خورشید احمد:** یہ assurance مل جائیگی۔

**جناب چیئرمین:** یہ کہہ رہے ہیں۔

**پروفیسر خورشید احمد:** اور ہم یہ چاہینگے کہ ماحولیات کی منسٹری جو ہے وہ اس بارے میں ہماری رہنمائی کرے۔

**جناب چیئرمین:** ماحولیات کے وزیر بھی اب ہمارے کیتھران صاحب آ گئے ہیں۔ ان کی موجودگی سے بہت فرق پڑیگا۔

**پروفیسر خورشید احمد:** پہلے قاسم صاحب تھے انہوں نے کچھ مسائل پیدا کیئے۔۔۔

**جناب چیئرمین:** پروفیسر خورشید احمد صاحب اگلی تحریک نمبر ۲۲

(ii) RE: AVAILING FOREIGN SCHOLARSHIPS

**پروفیسر خورشید احمد:** USAID نے اقتصادی امور ڈویژن کے توسط سے سرکاری ملازمین کے لیے بیرونی ممالک میں مختلف نوعیت کے تربیتی کورسز کی غرض سے درخواستیں طلب کی تھیں جس کی اقتصادی امور ڈویژن کی طرف سے مختلف محکموں کو بروقت کسی سرکلر وغیرہ کے ذریعے اطلاع

نہیں دی گئی۔ ملازمین کا خیال ہے کہ من پسند ملازمین کو نوازنے کے لیئے ایسا کیا گیا ہے یا پھر تربیت کا اہم مواقع ضائع کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک اہم اور فوری نوعیت کا مسئلہ ہے جسے سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I oppose it.

جناب چیئرمین: جی جناب پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین مسئلہ دراصل یہ ہے ایک مدت سے یہ ملک اس مسئلے کو face کر رہا ہے کہ مختلف scholarships ملتی ہیں اور ان کے لیئے درخواستیں حاصل کی جاتی ہیں لوگوں کو بلایا جاتا ہے یہ چیز تعلیم کے میدان میں بھی اور سرکاری ملازمین کی تربیت کے میدان میں بھی خود سینیٹ میں ماضی میں سوالات کے جوابات میں جو ریکارڈ آیا ہے کہ ۴۰ سے ۵۰ فیصد سے زیادہ وہ سکالر شپ avail نہیں کیئے جا رہے وہ lapse ہو رہے ہیں اور یہ lapse ہونے والے سینکڑوں کی تعداد میں جاتے ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس سے پہلے ۸۸ء میں ایک سوال کے جواب میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ پانچ ساڑھے پانچ سو scholarships میں سے نصف سے بھی کم avail کیئے جا سکے ہیں باقی سب ضائع ہو گئے ہیں تو ابھی حال ہی میں یہ رپورٹ آئی ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ مستقل مسئلہ ہے میں نے اس وقت ایک specific issue کو لیا ہے جس کے بارے میں ۶ فروری کے اخبارات میں یہ رپورٹ آئی ہے کہ سرکاری ملازمین کے لیئے کچھ specific training کے پروگرام مختلف اوقات کے آئے اور وہ فائلوں میں پڑے رہے یہاں تک کہ جب بالکل آخری تاریخیں آ گئیں ایک کی شاید اس مہینے کی آخری تاریخ ہے دوسرے کی شاید اگلے مہینے کی شروع کی تاریخ ہے اس وقت circular جاری کیئے گئے اور بہت سے متعلقہ دفاتر کو یہ پہنچے بھی نہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ کام بروقت ہو اس کو delay کیا جاتا ہے اب یہ غفلت ہے کہ بار بار متوجہ کرنے کے باوجود ان کاموں کو وقت پر اہمیت نہیں دی جاتی یا پھر جیسے کہ سرکاری ملازمین کہہ رہے ہیں کہ اب ایک خاص قسم کا نظام بن گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آخری وقت تک معاملات کو ٹالا جاتا ہے اور پھر جب ایک دو دن رہ جاتے ہیں تو وہ اپنے خاص افراد کو جن کو بھیجنا چاہتے ہیں بھیج

[Prof. Khurshid Ahmed]

دیتے ہیں اور اس طرح باقی تمام افراد محروم ہو جاتے ہیں جنہیں موقع ملنا چاہیئے اور merit کی بنیاد پر وہ لوگ جائیں اور اس طرح حق تلفی ہوتی ہے وہ ملک کی حق تلفی ہوتی ہے یا ملازمین کی حق تلفی ہوتی ہے اور یہ دونوں صورتوں میں غلط ہے۔ اس وقت جو مسئلہ آپ کے سامنے لایا ہوں میں نے اس کا پیش منظر بھی بیان کیا لیکن وہ specifically ان scholarships کے بارے میں ہے جن کے بارے میں جنگ راولپنڈی ۶ فروری کی رپورٹ ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب پراچہ صاحب۔

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! میں فاضل ممبر کا مشکور ہوں جنہوں نے ہاؤس کی اس جانب توجہ دلائی ہے لیکن حقائق کچھ مختلف ہیں جنگ کی خبر بالکل بے بنیاد اور غلط ہے ۴/ جنوری کو حکومت پاکستان کو USAID نے اس سال کا جو scholarship plan ہے بھیجا تو جونہی وہ مراسلہ اور پروگرام موصول ہوا تو ۱۰ جنوری کو اس مختصر وقفے میں تمام وزارتوں کو مطلع کر دیا گیا کہ ان ان مدات میں اور ان شعبوں میں ہمیں scholarship دینے ہیں وزارتوں اور ڈویژن اپنی اپنی سفارشات بھیجیں۔ آخری تاریخ ۳۱ مئی ہے۔ ہم نے درخواستیں وصول کرنے کی تاریخ ۷ فروری مقرر کی تھی جو long term degrees یا doctorate کے لئے درخواستیں طلب کی تھیں ان کے لئے ۱۵ فروری اور جو اس سے لمبے عرصے کے لئے تھیں ان کے لئے ہم نے یکم مارچ کی تاریخ دی تھی۔ ۷ فروری اور ۱۵ فروری کے لئے جو ہم نے تاریخ دی تھی ان کے لیے کچھ درخواستیں موصول ہو چکی ہیں لیکن ابھی اور کچھ وزارتوں نے اس میں توسیع کے لیے کہا ہے ہم نے اس میں توسیع کر دی ہے۔ میرا مقصد یہ تھا کہ جونہی USAID کی طرف سے اس سال کا scholarship plan موصول ہوا جو ۴ تاریخ کو ملا اور ۱۰ تاریخ کو Economic Affairs Division نے مختلف وزارتوں کو دے دیا اور اس کے لئے ان کو plan دے دیا مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ۴ جنوری کو خط ملا ہم نے letter دے دیا۔ اس سے نہ کوئی scholarships ضائع ہوا ہے نہ ضائع ہونے دیں گے۔ اس سے پہلے جو کچھ ہوتا رہا ہے میرے علم میں یہ بات آئی ہے بہت سے scholarships ضائع ہو جاتے تھے اگر Secretaries کے پسندیدہ اشخاص کا نام نہیں جاتا تھا تو وہ scholarships ضائع کر دیتے تھے بجائے اسکے کہ وہ کسی اور کو وہ بھیجتے۔ میں ایوان کی اطلاع کے لئے

۸۹ء کی performance بتاتا ہوں جو ۸۹ء میں long term scholarships offer کیے گئے وہ ۸۷۴ تھے جس میں ۳۶۲ utilize کیئے گئے۔ short terms کے لیے ۱۱۴۴ So, total scholarship offered were 1632. جو کیئے وہ ۸۵۵ utilize جن میں سے utilization ہوئی ہے وہ 1318 ہے یہ ۸۹ء کی utilization ہے وہ پہلے سالوں سے کہیں زیادہ ہے لیکن یہ جو کم ہوئے ہیں یہ scholarship ضائع نہیں ہوئے ہم نے USAID سے ان کی معیاد بڑھالی ہے اور ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ maximum utilization جو ۸۹ء کے لیئے ہے ان کی بھی دوران سال utilization ہو جائے۔ ۱۹۹۰ کے لیئے ہمیں جو plan ملا ہے اس کا process ہو رہا ہے اور انشاء اللہ میں ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اس معاملے میں کوتاہی نہیں برتے گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ! ان بیانات کے بعد پروفیسر صاحب press کرنے کی ...

پروفیسر خورشید احمد: نہیں ان کا رویہ بہت positive ہے ماضی سے انہوں نے improve کیا ہے وہ قابل مبارکباد ہیں جس طرح انہوں نے figures دی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ short period میں تقریباً ۱۴ فیصد کا shortfall ہے جو اچھا نہیں ہے اس کو آپ improve کریں لیکن جس point کی طرف میں متوجہ کرونگا وہ یہ ہے کیا وزیر متعلقہ اس امر پر غور فرمائیں۔ گو یہ بہت اچھا ہے کہ ۱۸ تاریخ کو آپ کو scholarships ملے ہیں تو آپ نے ۱۰ تاریخ کو letter جاری کر دیا ہے لیکن آپ کو پورے ملک سے معلومات حاصل کرنی ہیں جو وقت آپ نے دیا ۱۰ اور ۱۵ کے درمیان وہ ناکافی ہے کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ آپ کو یہ پروگرام کم از کم ایک سال پہلے معلوم ہو جائے۔ بجائے اس کے کہ چھ مہینے پہلے معلوم ہو اور اس طریقے سے آپ زیادہ اچھے طریقے سے screening کر کے لوگوں تک معلومات پہنچا سکیں گے اور کسی کو شکایت نہیں ہوگی کہ ہمیں موقع نہیں ملا۔ ان کی اس وضاحت کے بعد اسے press کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

**Mr. Chairman:** Thank you. Not pressed. Now we come to the discussion on the motion moved by Dr. Sher Afgan Khan Niazi, Minister of State for Parliamentary Affairs that

this House may discuss the Kashmir issue.

**Motion Under Rule 144.**

**Mr. Ahmedmian Soomro:** Sir, I have given notice of a motion under Rule 144.

*(Pause)*

**جناب چیئرمین:** پڑھ دیں جی موشن اپنا سومرو صاحب ۔

**Mr. Ahmedmian Soomro:** As Chairman of the Senate Standing Committee on Commerce (Commrce, Industries, Production, Communications and Railways) I move a motion that a reference be made to the Standing Committee on Ministry of Commerce to enquire and investigate into the working of the Rice Export Corporation of Pakistan with reference to appointments, promotions, transfers made in the personnel since January 1989, the handling contracts, the domestic and foreign sales of rice including the contract entered into in this regard, appointment of agents and all matters connected with or related to these issues.

**Mr. Chairman:** The Chairman of the Standing Committee is only asking for a reference so that he can look into these matters and report back to the House. Any objection? ——No objection.

**Mr. Javed Jabbar:** One observation Mr. Chairman.

**Mr. Chairman:** Yes, please.

**Mr. Javed Jabbar:** Of course, besides any further clarification on the powers of the standing committees, what is asked for by the honourable Member is a very comprehensive mandate and certainly accountability should be exercised but except for the point that the Minister for Commerce who may have had an opinion on this subject may not have been informed in advance about this motion.

**Mr. Chairman:** No, he has not been informed but this is a formal thing. At this stage he (Mr. Ahmed Mian Soomro) is only asking for a reference and the Committee will go into these matters and the matter will come back to the Senate.

**Mr. Javed Jabbar:** Alright.

**Mr. Chairman:** So, this stands referred to the Standing Committee and to report within 60 days.

**میر حسین بخش بنگلزئی:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب چیئرمین:** ایک منٹ تشریف رکھیں، اس میں، میں یہ بھی عرض کر دوں کہ چونکہ پہلے
بھی ہم معاملات سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجتے رہے ہیں لیکن اس میں خیال رکھا جائے

That the matter should be brought to the House within the period assigned, if not you (Mr. Ahmedmian Soomro) ask for extension so that the House is informed of it.

**Mr. Ahmedmian Soomro:** Right, Sir.

**جناب چیئرمین:** جی جناب بنگلزئی صاحب۔

**میر حسین بخش بنگلزئی:** جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر، یہ ہے کہ آئین کے اعتبار سے
جو سینیٹ کو powers ملی ہیں، ان کے تحت سینیٹ کی تمام کمیٹیاں سینیٹ کے ایما پر کام کرتی
اور یہی پاورز ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کو بھی transfer ہوتی ہیں بہتا کون سا رول ہے
تحت اس اجازت کی ضرورت پیش آئی ہے۔

**جناب چیئرمین:** قاعدہ ۱۴۴ کے تحت۔

**میر حسین بخش بنگلزئی:** جناب والا! میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ آج چونکہ سینیٹ اتفاق سے
سیشن میں ہے لیکن اگر اس قسم کے واقعات کسی بھی سٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے رونما ہوں جب سینیٹ
سیشن میں نہ ہوں، اور ابھی سینیٹ کے سیشن کو منعقد ہونے میں ایک یا ڈیڑھ مہینہ درکار
ہو، تو اس صورت میں اس کمیٹی کے اختیارات کیا ہوں گے۔

**جناب چیئرمین:** آج ہم نے اس کے بارے میں بحث کی ہے اس کے بارے میں بھی تجاویز
آئیں گی اس لئے آج تو اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جی ڈاکٹر صاحب، آپ کچھ کہنا چاہتے
تھے۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** simply مجھے ایک بات کہنا ہے مجھے شک ہے چونکہ میں نے رولز کا مطالعہ کیا ہے، اس میں specifically ایک بات ہوئی ہے کہ آپ legislation کے لئے تجاویز دیں making recommendations to the Senate.

**جناب چیئرمین:** ہم recommendation ہی کریں گے۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** ہاں اس میں بات یہ ہے کہ جب

We go into it and it is looked as an accountability,

تو accountability کے ضمن میں،

the Constitution's Article 91(4) is quite clear.

**جناب چیئرمین:** وہ کیا کہتا ہے؟

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** Thereby we are respo
to the National Assembly.

**Mr. Chairman:** You mean you are not responsible
the Senate?

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** No.

**Mr. Chairman:** I am sorry, this is over-ruled. Sit down please. Thank you.

This is the first time I have heard that the government is not responsible to the Parliament of Pakistan. I am sorry I have to over-rule it. Again I will say it with vehemence this is over-ruled. You are responsible to the Parliament of Pakistan and the Parliament comprises the National Assembly and the Senate.

*(Pause)*

I am sorry, this is the inherent right of Parliament and please don't question that. Yes, Mr. Muhammad Ali Khan of Hoti.

(Interruption)

Article 91(4) doesn't say that you are not responsible to the Senate. اس میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ،

You are not responsible to the Senate.

## FURTHER DISCUSSION ON THE KASHMIR ISSUE.

**جناب محمد علی خان:** میں جناب آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے مسئلہ کشمیر جیسے اہم موضوع پر اظہار خیال کا موقع عطا فرمایا ہے۔ جناب والا! انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے

Every action has a reaction

یعنی ہر ایک عمل کا ضرور ایک ردعمل ہوا کرتا ہے۔ افغانستان کے مفلس، نادار، مجاہدین انیسوی صدی کے اسلحہ سے لیس ہو کر جب ایک super power کے خلاف میدان جہاد میں اترے تو دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ پندرہ لاکھ سے زیادہ لوگوں کی قربانی دے کر انہوں نے اس super power کو افغانستان سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا اور آج لوگ ان نوجوان شہداء کی یاد میں یہ گانا گاتے ہیں "ادے رپاسہ خونگین راکہ۔ افغانستان تہ بشوروک رانسے دی" جس کا مطلب ہے کہ اے ماں مجھے اپنی بندوق دے دو، روسی افغانستان کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔ جناب والا! ان کے اس عمل کا ردعمل نہ صرف افغانستان کے اطراف و اکناف میں ہوا بلکہ مشرقی یورپ تک یہ چیز پہنچ گئی حتیٰ کہ اس کے اثرات کو روس کے اندر بھی داخل ہونے سے کوئی نہ روک سکا۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے فضل و کرم سے مقبوضہ کشمیر کے عوام نے اس سے سبق حاصل کیا اور اپنی آزادی کی خاطر ہندوستان کے خلاف میدان کارزار میں کود پڑے۔ جناب والا! اس سے پہلے وہاں کئی شورشیں برپا ہوئی تھیں یعنی جب گلاب سنگھ نے انگریزوں سے کشمیر خریدا تو گلاب سنگھ کے زمانے سے لے کر ہری سنگھ کے اپنے لڑکے کرن سنگھ کے حق میں تخت سے دستبرداری تک وہاں عموماً یہ شورشیں برپا ہوتی رہیں لیکن ان میں عام طور پر حصہ وہ جنگجو قبائل لیا کرتے تھے جو آج کل آزاد کشمیر میں بس رہے ہیں اور کچھ لوگ کنٹرول لائن سے اس طرف آباد ہیں جن میں سے تقریباً ۱۵ لاکھ لوگ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے ہیں۔

جناب والا! اگر کشمیر کی تاریخ کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو ایک چیز سب پر عیاں ہو جائے گی

[Mr. Muhammad Ali Khan]

تاریخ میں پہلی بار وادیٔ کشمیر کے عوام نے حکومت وقت کے خلاف اعلان جہاد کیا - جناب والا! کشمیری نوجوانوں جو ہندوستان کے خلاف اُٹھے ہیں ان میں اکثریت تعلیم یافتہ کی ہے اور یہ سب دور رس نگاہیں رکھتے ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد غریب و جہالت میں پھنسے ہوئے تھے، غریب اور پسماندہ تھے، ہر قسم کی مصیبتیں بے چارے خاموشی سے جھیلتے رہے اور زبان پر آف تک نہیں لائے لیکن آج حالات کچھ اور ہیں، آپ نوجوان میدان کارزار میں اتر پڑے ہیں اور انہوں نے جب یہ اعلان کیا کہ ہم مزید غلامی کی زندگی گزارنے کے لئے تیار نہیں تو ہندوستان کی ایک بڑی طاقت کو ہلا کر رکھ دیا اور دنیا کو حیران کر دیا۔

جناب والا! اب وہ کہتے ہیں کہ ان کا اقوام متحدہ میں تسلیم شدہ حق جو ہے وہ انہیں دیا جائے اس کے لئے بندوبست کیا جائے۔ جس سے ہندوستان آج کل یکسر انکاری ہے۔ ورنہ بقول ان کے جس طرح نہتے افغانوں نے اپنے ملک سے ایک سپر پاور کو نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اسی طرح وہ بھی ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستانی افواج کو کشمیر سے نکلنے پر مجبور کر دیں گے۔ جناب والا! آج کل کشمیری نوجوان کاسۂ گدائی لے کر نہ اقوام متحدہ کو اور نہ ہندوستان سے اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کی متعدد قرار دادوں کو عملی جامہ پہنانے کی بھیک مانگ رہے ہیں بلکہ انہوں نے اپنا حق آزادی لینے کا تہیہ کر لیا ہے یہ ان کا پیدائشی حق ہے جس کو وہ بزور لے کر رہیں گے۔

جناب والا! ان کے قول کے مطابق تخمیناً چالیس بیالیس سال سے اس ضمن میں ان کی کسی نے صحیح طور پر کوئی عملی امداد نہیں کی۔ بلکہ نشستند و گفتند و برخاستند پر اکتفا کیا۔ جب انہوں نے چاروں طرف مایوسی اور ناکامی دیکھی تو انہوں نے خود اپنے لئے اپنی آزادی کی خاطر اعلان جنگ شروع کر دیا۔ جناب والا! یہ جدوجہد صرف چند جوانوں تک محدود نہیں بلکہ اس میں ہر گھرانے اور ہر خاندان کے لوگ شریک ہیں۔ اور جس میں مرد بوڑھے بچے عورتیں سب ایک ہو کر ہندوستان کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ گئے ہیں - 1947ء میں نہرو اور لیڈی ماؤنٹ بیٹن کے گٹھ جوڑ سے جب بدنام زمانہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوستان کو کشمیر کا راستہ دیا۔ اس کے بعد خود وائسرائے وہاں گیا۔ اور اس نے مہاراجہ ہری سنگھ کو ہندوستان کے ساتھ الحاق کرنے پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد آل انڈیا کانگرس کے صدر آچاریہ کرپلانی وہاں گئے جنہوں نے وہاں اس کی تفصیل مکمل کروائی اور اس کے بعد مسٹر گاندھی نے خود کشمیر میں جا کر مہاراجہ سے ناجائز طور پر کشمیر کا الحاق ہندوستان سے کرایا۔

جناب والا! اسی منحوس دن کشمیر کا دوسرا سودا طے پایا پہلا سودا انگریزوں نے گلاب سنگھ سے کیا تھا اور دوسرا سودا مسٹر گاندھی نے ہری سنگھ سے کیا۔ جناب والا! برصغیر میں دو سودے شہرت

یا چکے ہیں ایک بابا نانک کا سودا تھا جب ان کے والد کالو کھتری نے انہیں کچھ رقم دی کہ اپنے گاؤں کی دکان کے لئے کچھ سودا خریدنے کیلئے اس کو شہر بھیج دیا۔ راستے میں انہوں نے وہ رقم فقیروں میں تقسیم کی جسے سکھوں کی مقدس کتاب "گرنتھ" میں "سچا سودا" کہتے ہیں اور دوسرا سودا انگریزوں نے گلاب سنگھ سے کیا جس کو مؤرخین سستا سودا کہتے ہیں۔ جناب والا! یہ سستا سودا دو دفعہ ہوا اور بقول شاعر،

قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند

جناب والا! کشمیر کے ہندوستان کے الحاق سے قبل کشمیر کی واحد نمائندہ جماعت آل جموں کشمیر کانفرنس نے ۱۹/جولائی 1947ء میں ایک کنونشن میں ایک قرارداد پاس کی۔ جس کو پاکستان کے ساتھ الحاق کی قرارداد کہا جاتا ہے۔ اس میں انہوں نے مہاراجہ ہری سنگھ سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر ریاست کا الحاق پاکستان سے کر دے۔ ورنہ وہ آپ کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیں گے۔ مہاراجہ نے اس ضمن میں کافی لیت و لعل سے کام لیا تو وہاں کے لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کی اور مہاراجہ ڈر کے مارے سرینگر چھوڑ کر جموں بھاگ گیا۔ اس دوران، وادی کشمیر میں اور اس سے ملحقہ علاقے جو آج آزاد کشمیر کے نام سے موسوم ہیں اس میں پہلی بار آزاد حکومت قائم ہوئی۔ جس کے پہلے صدر سردار محمد ابراہیم خان تھے۔ جناب والا! جموں جا کر مہاراجہ نے ہندوستان کے ساتھ ناجائز الحاق کیا اور ہندوستان کو ایک موقع ملا اور اس نے اس حکومت کو دبانے کے لئے اس عوامی شورش کو دبانے کے لئے کشمیر پر چڑھائی کی۔ اور جب لڑائی نے طول کھینچا تو ہندوستان اس معاملے کو اقوام متحدہ لے گیا اور وہاں سیکورٹی کونسل سے متعدد قراردادیں پاس ہوئیں۔ جس میں اہالیان کشمیر کا جو حق خودارادیت ہے اس کو تسلیم کیا گیا۔

جناب والا! ۱۹۵۳ء میں ہندوستان نے اُن قراردادوں سے انحراف کیا حالانکہ خود ہندوستان اس معاملہ کو اقوام متحدہ لے گیا تھا۔ اس کے بعد جب کشمیری اپنے حق خودارادیت کی بات کرتے تو ہندوستان پاکستان پر الزام تراشی کر کے پاکستان کے ساتھ برسرپیکار ہو جاتا اور وقتی طور پر کشمیریوں کو دبا دیا جاتا تھا۔ اور ان پر مزید ظلم ڈھائے جاتے۔ جناب والا! ہندوستانی لیڈروں کا یہ خیال تھا کہ وہ بزور شمشیر کشمیر پر حکومت کر سکیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ واقعی حالات کل تک ایسے ہی تھے لیکن آج معاملات یکسر تبدیل ہو گئے ہیں، حالات تبدیل ہو گئے ہیں اور ان کے لئے اب یہ ناممکن سی بات ہے۔

[Mr. Muhammad Ali Khan]

ہندوستانی لیڈر یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ ریاست میں متعدد بار انتخابات ہوئے ہیں اور عوام نے وقتاً فوقتاً اپنی رائے کا اظہار کر لیا ہے لہٰذا اب وہاں plebiscite کی کوئی خاص ضرورت باقی نہیں رہی اور کشمیر ہندوستان کا ایک اٹوٹ انگ ہے۔ جناب والا! اس قول کی تردید اہالیان کشمیر نے حالیہ انتخابات میں کی جب وہاں دو سے چار فیصد کی تک عوام نے انتخابات میں حصہ لیا۔ اور جہاں تک ہمیں علم ہے ان میں زیادہ تعداد بھی اکثریت غیر مسلموں کی تھی۔ جناب والا! ہندوستان ایک اُبلتے ہوئے لاوے پر ڈھکن رکھ کر بیٹھا تھا کہ ناگہاں وہ پھٹ پڑا جس نے سارے علاقے کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ ہندوستان نے اوائل میں انگریزوں کی طرح جعفروں اور صادقوں سے کام لیا۔ لیکن آج کل اُن کے لئے بھی مزید جعفر اور صادق ملنے مشکل ہو گئے ہیں۔ فاروق عبداللہ جو تاریخ میں جعفر ابن جعفر کہلاتا ہے وہ بھی ہندوستان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اب صرف ایک صادق بہ شکل مفتی سعید اُن کے دام میں گرفتار ہے لیکن وہ بھی ڈر کے مارے نہ گھر سے نکل سکتا ہے اور نہ کشمیر جانے کا نام لے سکتا ہے کیونکہ اس کو بخوبی معلوم ہے کہ اپنی آزادی کی خاطر کشمیری کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

جناب والا! جب کشمیر جل رہا ہے اور وہاں ہزارہا کی تعداد میں لوگ شہید ہو رہے ہیں۔ ہم یہاں پاکستان میں اور باہر کی دنیا میں جمہوریت پسند اقوام اور پھر خاص کر اسلامی ممالک کی حکومتیں کیسے خاموش تماشائی بن کر بیٹھ سکتی ہیں۔ جناب والا! جب آزادی کی لہر افغانستان سے ہوتی ہوئی مشرقی یورپ گئی اور پھر وہاں سے روس کے اندر داخل ہوئی تو یہ جمہوریت پسند اقوام بہت خوش ہوئیں اور ان لوگوں پر تحسین و آفرین بھیجی اور انہیں ہر قسم کی مالی امداد کی پیش کش کی۔ لیکن جب اُسی روس کے اندر ایک علاقے آذربیجان نے جہاد کا علم اٹھایا اور آزادی کی طرف قدم اٹھائے تو ان اقوام خاص کر جمہوریت پسند اقوام نے پہلے تو خاموشی اختیار کی اور پھر کھلم کھلا روس کا ساتھ دینے لگے حتیٰ کہ گوربا چوف کو انہوں نے تھپکی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اور یہی سلوک اور یہ نام نہاد جمہوریت پسند اقوام اہالیان کشمیر کے ساتھ بھی کر رہے ہیں۔ جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ کفار اسلام کے ازلی دشمن واقع ہوئے ہیں۔ ابھی حال ہی کی بات ہے جب ہم لندن میں وہاں کے وزیر خارجہ سے اس ضمن میں باتیں کر رہے تھے۔ تو جناب والا! کو معلوم ہے کہ انہوں نے ہم سے پوچھا کہ کشمیر کے اس بارے میں ہندوستان کی موجودہ حکومت اور پچھلی حکومت میں آپ کو کیا فرق معلوم ہوتا ہے۔ تو میں نے جناب والا! دل میں یہ سوچا کہ سگ برادرِ شغال۔ پھر انہیں جواب میں، میں نے یہ عرض کیا کہ ہمیں جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے تو دونوں حکومتوں میں ہمیں کوئی نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا کیونکہ دونوں بضد ہیں کہ کشمیر جو ہے It is an integral part of India

یعنی کشمیر ہندوستان کا ایک اٹوٹ انگ ہے۔ اور پھر جناب کو یاد ہو گا کہ میں نے کہا،

"Calling Kashmir an integral part of India is a greater lie than the old French saying of Algeria France".

یعنی ایک زمانے میں فرانس یہ کہا کرتا تھا کہ الجیریا فرانس کا ایک صوبہ ہے یا ایک حصہ ہے تو میں پوچھنا
چاہتا ہوں کہ آیا وہ حصہ کب تک اس کے ساتھ رہ سکا۔ جناب والا! پھر ہم نے ان سے پوچھا کہ اس
بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ تو آپ کو یاد ہوگا جناب تھوڑی خاموشی کے بعد اس نے صرف اتنا کہا کہ

We are still studying the situation.

تو میں نے دل میں سوچا کہ خود کردہ را علاج - یہ تو تمہارے ہی کرتوت ہیں۔ جو تمہارے ماؤنٹ بیٹن نے
پنجاب کی ایسی تقسیم کی کہ ہندوستان کو کشمیر کے لئے راستے دیئے۔ جناب والا! یہی حال امریکہ کا ہے کہ
وہ ہمیں مشورہ دے رہا ہے کہ نام نہاد شملہ سمجھوتہ کے تحت آپ ہندوستان کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے
کو حل کرنے کی کوشش کریں حالانکہ انہیں بھی معلوم ہے کہ ہندوستان بیانگ دہل کہہ رہا ہے
کہ کشمیر ہندوستان کا اٹوٹ انگ ہے۔ اور اگر آپس میں بیٹھ کر باتیں کرنی ہیں تو صرف اور صرف آزاد کشمیر
پر ہی بات ہو۔ یعنی میرے خیال میں اس طاقت کی یعنی امریکہ کی یہ خواہش ہے کہ مذاکرات کی ٹیبل پر بیٹھ کر ہم
آزاد کشمیر سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اگر بفرض محال اس کیلئے ہم تیار بھی ہو گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک
کشمیری ہمارے ساتھ نہیں ہوں گے یہ مذاکرات ناکام ہوں گے۔ اور بعد ایسے بے نتیجہ خیز مذاکرات کرنے سے بہتر ہے
نہ نکلے تو اس سے بہتر یہ ہوگا کہ اس کے لیئے دیگر forums جن میں کشمیر کے مسئلہ کو متنازعہ قرار دیا جا چکا
ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ وہاں جا کر اس مسئلے کو اٹھائیں بہ نسبت اس کے کہ پرانے شملہ agreement کی جو
مرٹ ہے اس کو ہمیں بھی رٹائے اور اس کے لیئے وہاں بیٹھنے کا انتظام کریں اور ان کے ساتھ اس بارے میں بات چیت کریں۔

جناب والا! یہ مسئلہ کشمیر ہندوستان اور پاکستان کے مابین کوئی border dispute
نہیں ہے کہ ہم آپس میں بیٹھ کر اس پر صلح صفائی کریں بلکہ یہ تو کشمیریوں کے حق خود ارادیت کا مسئلہ ہے۔ جس
میں پاکستان کی حیثیت صرف ایک ضامن کی ہے کہ وہ ایک دن ضرور اس استصواب رائے کا اہتمام کرے گا
حالانکہ فریق، کشمیری عوام اور جارح ہندوستان ہیں۔ لڑائی مظلوم کشمیریوں اور جارح ہندوستان کے درمیان
ہے اور پھر حق خود ارادیت جس کے لئے لڑائی لڑ رہے ہیں اس میں فیصلہ صرف ایک بات کا ہوگا۔۔ اور وہ یہ کہ آیا
کشمیری عوام ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ الحاق کے خواہشمند ہیں۔

[Mr. Muhammad Ali Khan]

میں تمیری بات نہیں ہے۔ اب ایک اسلام دشمن طاقت کے ایما پر چند نام نہاد کشمیری لیڈروں نے یہ غوغا بپا کر دیا ہے کہ کشمیر کو ہم آزاد کریں گے یعنی کشمیر ایک خود مختار اور آزاد ریاست ہوگی نہ ہم ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور نہ ہم پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہتے ہیں۔ جناب اس اسلام دشمن طاقت کی یہ خواہش ہے کہ اگر واقعات کشمیر میں ایسے ہوئے جو کہ ہندوستان کی طاقت سے باہر ہوئے اور ان کے لئے اس پر کنٹرول ناممکن ہوگیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا فائدہ پاکستان کو پہنچے۔ لہذا ان کی کوشش یہ ہے کہ وہاں ایک آزاد لادینی حکومت بن جائے جو کہ ہمیشہ کے لئے ہندوستان کے رحم و کرم پر ہوگی۔ جناب والا! اس کے لیڈر کچھ یورپ میں مقیم ہیں اور بد قسمتی سے کچھ لوگ یہاں پاکستان میں موجود ہیں اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے ملکی اخبارات ان کے بیانات کو شہ سرخیوں سے چھاپ رہے ہیں اور میں نے خود کراچی میں دیواروں پر یہ اشتہار دیکھے۔ ایک جگہ لکھا تھا کشمیر بن کر رہے گا پاکستان ساتھ ہی یہ لکھا تھا کہ کشمیر بنے گا خود مختار۔ اس کے پیچھے ایک چھپا ہوا ہاتھ ہے۔ جس کو عیاں کرنا ہماری حکومت کے فرض اولین میں سے ہے۔

جناب والا! جہاں تک روس کا تعلق ہے تو یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ وہ ہندوستان کی ہر جائز و ناجائز بات کو صحیح تصور کرتا ہے۔ اور حالیہ بیان میں شیورڈ ناڈزے نے یہ کہا تھا کہ کشمیر کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ہندوستان کا ایک اندرونی معاملہ ہے۔ جس کے ساتھ باہر کی دنیا کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو جناب انکو یہ معلوم ہے اگر کل استصواب رائے ہو جائے تو نتیجۃً کشمیر پاکستان میں شامل ہوگا۔ کیونکہ کشمیر نہ صرف جغرافیائی لحاظ سے، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ نظریاتی طور پر بھی صرف پاکستان اور پاکستان کا حصہ ہو سکتا ہے۔ جناب والا! آج کل تو امریکہ اور روس کے تعلقات بھی بہت اچھے ہوگئے ہیں ان میں بہت نمایاں تبدیلی آگئی ہے اور دونوں ایک دوسرے کے قریب آگئے ہیں اور جہاں تک برصغیر کا تعلق ہے تو جب ہم دو اور دو کو جمع کریں گے تو یقیناً چار ہوں گے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خواہش اور کوشش ہے کہ نہ صرف برصغیر میں بلکہ سارک میں شامل جتنے بھی ممالک ہیں ان میں برتری صرف بھارت کو ملے۔ جہاں تک خود پاکستان کا تعلق ہے تو میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جناب والا! بغیر کشمیر کے لفظ "ک" کا، کے لفظ پاکستان نامکمل ہے۔ اور پھر حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ کہا تھا۔ کیونکہ کشمیر کو جتنے بھی راستے جاتے ہیں۔ وہ سارے پاکستان

ہی سے چلتے ہیں۔ اور کشمیر میں جتنے بھی دریا بہتے ہیں تو وہ پاکستان کی طرف بہتے ہیں۔ اگر آج مقبوضہ کشمیر پاکستان کا حصہ ہوتا تو ہندوستان وہاں وولر بیراج بنانے کی کیسے کوشش کرتا۔ جناب والا! ہر لحاظ سے اس کا الحاق پاکستان اور صرف پاکستان سے ہو سکتا ہے اور اس پر طرہ یہ کہ تخمیناً نوے فی صد افراد کشمیر کے اس کے لیئے کوشاں ہیں کہ کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ ہو جائے یعنی بالفاظ دیگر انشاء اللہ تعالیٰ کشمیر بن کر رہے گا پاکستان۔

اب جناب والا! میں اقوام متحدہ کی طرف آتا ہوں۔ جناب اگر نماز کا وقت ہے تو اس کے لیئے آپ۔

**جناب چیئرمین:** میرے خیال میں وقت قریب ہے۔

**جناب محمد علی خان:** دو منٹ ہیں لیکن تقریر لمبی ہے۔

**Mr. Chairman:** Then we adjourn this House to meet again after about 20 minutes.

---

(The House then adjourned for Maghrab Prayers)

---

[The House re-assembled after Maghrab Prayers, with Mr. Presiding Officer (Mr. Asif Fasihuddin Verdag) in the Chair].

---

**Mr. Presiding Officer:** May I now call upon Mr. Muhammad Ali Khan to continue.

**جناب محمد علی خان:** جناب والا! اب میں اقوام متحدہ کی طرف آتا ہوں۔ ایک دفعہ کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے یہ پوچھا گیا کہ آپ کے پاس کشمیر کے بارے میں سیکرٹری کونسل کی متعدد قرار دادیں پڑی ہیں تو آپ ان پر غور کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں ان پر غور کرنے کے لیئے ہر وقت تیار ہوں بشرطیکہ میرے پاس کوئی بھیجے بھی۔ اس کے بعد

[Mr. Muhammad Ali Khan]

جب موجودہ صورت حال کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو وہ ذرا ششدر سے رہ گئے اور پھر تامل کے بعد کہنے لگے کہ آپ کو معلوم نہیں کہ میرے لئے کیا مشکلات ہیں۔ ان پر جب دوسرا سوال کیا گیا کہ اس بارے میں آپ کی کیا مشکلات ہیں تو انہوں نے کہا کہ میرے لئے سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اب انڈیا کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ تصور کرتا ہے جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ جناب والا! یہ اس شخصیت کا مقولہ ہے جس کے پاس عام طور پر قومیں اپنے مسائل لے کر جاتی ہیں۔ جب قاضی مدعی ہو جائے تو پھر لوگ جائیں کہاں۔ جناب والا! آپ کو تو بخوبی معلوم ہے کہ یہاں سارک کانفرنس میں جب مسٹر راجیو گاندھی آئے تھے تو ان کی بے انتہا خاطر تواضع کی گئی یہاں تک کہ اسی حکومت نے راستے سے کشمیر کا بورڈ بھی ہٹایا اور ساتھ ہی کشمیر کے بارے میں موسمی حالات کو اخبارات کو چھاپنے، ریڈیو پر سنانے اور ٹی وی پر دکھلانے سے صریحاً اجتناب کیا۔ اور ان کی اتنی خاطر تواضع کی گئی، جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ یہاں پر صرف ایک راجیو گاندھی نہیں آئے تھے بلکہ دیگر سربراہان مملکت بھی تشریف فرما تھے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ خود بیخ پا ہو گئے لیکن پھر بھی مسٹر گاندھی نے ہمیں معاف نہیں کیا بلکہ ہماری میزبانی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے وزیراعظم صاحبہ کے منہ پر کہہ دیا کہ کشمیر میں استصواب رائے کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے وہاں وقتاً فوقتاً کافی انتخابات ہوئے ہیں اور لوگوں کو اپنی اظہار رائے کا موقع ملا ہے۔ اور کشمیر کو باقاعدہ طور پر ہندوستان کا اٹوٹ انگ کہا اور یہ کہا کہ اب اس پر مزید بات چیت کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

جناب والا! پہلے تو ہندوستان نے شملہ معاہدے کے بعد پاکستان کو کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ میں بات کرنے سے منع کیا۔ اور پھر اٹوٹ انگ کی رٹ کو دہرانا شروع کیا۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ آغا ہلالی صاحب نے اقوام متحدہ میں جب کشمیر کا ذکر چھیڑا تو ہندوستان کے دونوں نمائندوں نے وہاں سے واک آؤٹ کیا اور یہی حال اب تک جاری ہے۔ جناب والا! موجودہ وزیراعظم ہندوستان نے جب وزارت اعظمیٰ کا چارج سنبھالا تو انہوں نے ایک بیان دیا۔ اس میں انہوں نے یہ کہا کہ میری یہ کوشش ہوگی کہ نیپال اور سری لنکا کے ساتھ تعلقات کو استوار کروں۔ یقین جانئیے۔ انہوں نے پاکستان کا نام نہیں لیا۔ اور نہ ہمارے آپس کے معاملات کی طرف کوئی اشارہ اور راجیو گاندھی کی طرح یعنی سابق وزیراعظم کی طرح انہوں نے وہی

اٹوٹ انگ کی رٹ لگائی۔ لیکن پھر بھی ہماری موجودہ حکومت نے ایک تجربہ کار سفارت کار کو ماسکو سے بلا کر باہمی معاملات کے بارے میں گفت و شنید کے لیے ہندوستان بھیجا۔ جنہیں ناکام ہو کر وہاں سے لوٹنا پڑا۔ اور اس کے بعد دوسری غلطی یہ کی گئی کہ پھر وزیر خارجہ کو بھیجا گیا۔ جناب یہ صحیح ہے کہ حکومت یہ کہہ سکتی ہے کہ وزیر خارجہ صاحب کا یہ دورہ پہلے سے مرتب ہو چکا تھا لیکن یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے وزراء کے دورے حالات کے مطابق کیے جاتے ہیں اور جب حالات دگرگوں ہوں تو یہ دورے منسوخ بھی کیئے جا سکتے ہیں۔ چاہیئے تھا کہ وہاں نہ جاتے لیکن جب وہ وہاں گئے تو انہیں بھی وہاں سے ناکام اور نامراد واپس لوٹنا پڑا۔ بلکہ ہندوستانی لیڈروں نے ان کی باتوں کو دھمکی آمیز قرار دیا۔ تو یہ رویہ تھا ہندوستانی لیڈروں کا ہمارے فارن منسٹر کے ساتھ اور ہمارے سینئر سفارت کار کے ساتھ۔

جناب والا! موضوع اتنا اہم ہے کہ اس پر جتنا بھی کہا جائے میں سمجھتا ہوں کہ وہ کم ہوگا۔ جب سے مقبوضہ کشمیر کے عوام نے آزادی کے لئے جدوجہد شروع کی ہے اس دن سے وہاں خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ بوڑھے اور بچے قتل کیئے جا رہے ہیں۔ ہزاروں لوگوں سے جیلوں کو بھر دیا گیا ہے نوجوان بے بس اور بے سہارا لڑکیوں کی عصمت دری کی جا رہی ہے اور ان کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ یہ سلسلہ جناب والا! پچھلے سال سے شروع ہے۔ جس کا علم ہمیں اخبارات کے ذریعے ہوا۔ یعنی آج تک حکومت نے اس بارے میں اخبارات کے بیانات سے قبل کوئی اطلاع عوام کو نہیں دی۔ اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے مظلوم کشمیریوں کو ہندوستان کے پنجہ استبداد سے نجات دلانے کے لیے وہ کون سے اقدامات ہیں جو کیئے ہیں۔ صرف یہی کہ اپوزیشن کے رہنماؤں کو بلا کر اور پھر اس کے بعد سب ممبران پارلیمنٹ کو بلا کر briefing کی اور پھر ایک نام نہاد، میں کہوں گا کہ پارلیمنٹ کا نام نہاد سیشن، یعنی Joint Session بلا کر بہت ہی عجلت میں ایک قرارداد پاس کی۔ پتہ نہیں انہیں کیا مجبوری تھی اس دوران سب نے مسئلہ کشمیر پر حکومت کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا اور ہم نے برملا کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب والا! اس ضمن میں میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ہم حکومت کے ان اقدامات سے متفق ہوں گے جو مظلوم کشمیریوں کو بھارت کی غلامی سے نجات دلانے اور جتنی بھی متعدد قراردادیں سیکورٹی کونسل میں پاس ہو چکی ہیں ان پر عملدرآمد کیلئے جو بھی وہ کریں گے ہم اس حکومت کے ساتھ تعاون بھی کریں گے اور ان سے باقاعدہ متفق ہوں گے۔ افسوس صد افسوس کہ آج تک اور ان
کے ممالک سے مقبوضہ کشمیر کے حق میں کوئی خاص بیانات حکومت نہ دلوا سکی بلکہ صرف سیکرٹری جنرل کے ایک بیان پر اکتفا کیا گیا کہ

[Mr. Muhammad Ali Khan]

اپنی بھی کچھ مشکلات ہیں۔ جناب والا! ابھی ابھی جدہ میں او آئی سی کی بیسویں سالگرہ کے موقع پر دو روزہ کنونیشن کے اختتام پر ایک بیان جاری کیا گیا جس میں فلسطین کا ذکر کیا گیا لیکن کشمیر کا نام تک نہیں لیا گیا۔ اور اس کانفرنس میں ۴۶ ممالک میں سے اہم ممالک حاضر تھے۔ اور ان کے نمائندے سب شامل تھے۔ صرف ایران نے کھلم کھلا کشمیریوں کا ساتھ دیا اور ہم ایران کو سلام کرتے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح بنگلہ دیش نے بھی ایک بیان دیا اور ترکی نے بھی ایک ڈپلومیٹک بیان دیا جو برا نہیں تھا۔ افغان حکومت یعنی عبوری حکومت نے بھی کھلم کھلا کشمیریوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا۔ اور ساتھ ہی جناب رؤوف دینکتاش نے بھی اس بارے میں ایک بیان دیا لیکن افسوس کی بات ہے کہ باقی سارے اسلامی ممالک خاموش بیٹھے ہیں۔ جناب والا! غیر جانبدار تحریک کے ممالک کے ساتھ بھی اس بارے میں کوئی خاص رابطہ قائم نہیں کیا گیا حالانکہ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے پہلی قرار دادوں کے ساتھ ووٹ دیا اور یہ بھی ہم سب ان کو معلوم ہے کہ ہندوستان اس تحریک کے pioneers میں سے ایک ملک ہے لیکن انہوں نے اس بات کی بالکل پرواہ نہیں کی اور نہ آج تک اقوام متحدہ میں اس مسئلے کی طرف توجہ دلانے کے لئے کوئی سفارتی اقدامات کیئے ہیں چہ جائیکہ سارک ممالک کی تنظیم کے ساتھ اس ضمن میں کوئی بات کی گئی ہو حالانکہ سارک تنظیم میں جتنے بھی ممالک ہیں وہ سب ہندوستان کے مخالف ہیں اور عموماً اجلاسوں میں پاکستان کی طرف ان کی نگاہیں اٹھتی ہیں۔

جناب والا! اس کو تو چھوڑیئے ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ موجودہ حکومت نے یہاں جتنے بھی سفیر ہیں ان کو بلا کر اس ضمن میں ان کی کوئی briefing کی بھی ہے یا نہیں اسکے خلاف ہندوستان نے تمام دنیا میں اپنے وفود بھیجنے شروع کر دیئے ہیں یہاں تک کہ مسلم ممالک میں بھی ہندوستان نے چند علمائے سوء کی ٹولیاں بھیجی ہیں اور پھر شاہی مسجد کے امام کو راضی کر کے اس ناپاک مقصد کے لیئے انہیں ایران بھیجا گیا لیکن ہم آج تک یہاں وفود بھیجنے کی سوچ رہے ہیں اور وہ بھی صرف حزب اختلاف کی نشاندہی کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ

چوں تریاق از عراق آوردہ شود
مار گزیدہ مردہ خواہد شود

پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں حزب اختلاف کے ممبران نے اس بارے میں جب اعتراضات کیئے

تو ہمارے وزیر خارجہ صاحب نے جواباً بہت ہی تند لہجہ اختیار کیا اور بہت نالاں ہوئے میں نہیں کہوں گا کہ وہ آپے سے باہر ہو گئے کیوں کہ وہ ہمارے بزرگ ہیں اور ہم ان کی بہت قدر اور عزت کرتے ہیں ان کے جوابات میں سمجھتا ہوں کہ نہایت ہی متشدد قسم کے تھے حالانکہ یہ ذمہ داری ان کی نہیں یہ ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے نہ کہ ان کی ذات پر اور جہاں تک ان کی ذات کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ نہایت ہی شریف النفس انسان ہیں اور ہم انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن انگریزی میں ایک مقولہ ہے To err is human. شاید میں سمجھتا ہوں کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے انہوں نے اس بات یہ رویہ اختیار کیا ہوگا

جناب والا! اس ضمن میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف نے جب ہڑتال کی اپیل کی تو حکومت کے عمائدین نے بادل نخواستہ ان کی ہاں میں ہاں ملائی اگر نہ کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ کرتے کیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ مرکزی حکومت اس ضمن میں پہل کرتی اور یہ کام صوبوں پر نہ چھوڑتی جناب والا! آج کل ملک میں جلسے ہو رہے ہیں جلوس نکل رہے ہیں لیکن صرف شاباش سے اور فقط صرف اس آواز سے کہ کشمیر یو لڑو ہم تمہارے ساتھ ہیں ، کام نہیں چلے گا جناب والا! وہ لوگ غریب ہیں وہ پسماندہ ہیں ان کے ہاتھ خالی ہیں وہاں برف باری ہو رہی ہے نہ ان کے پہننے کے کپڑے ہیں نہ پاؤں میں جوتے ہیں نہ ان کے لئے ادویات کا کوئی انتظام ہے اگر ہم از خود چیزیں یہاں اکٹھی کرنی شروع کر دیں تو ان کو وہاں بھیجیں گے کیسے جب تک کہ حکومت اس ضمن میں ہماری امداد نہ کرے اور اس کا بین ثبوت ہمارے سامنے ہے جناب والا! اگر ہم افغانستان کے مجاہدین اور مہاجرین کی بروقت امداد نہ کرتے تو آج افغانستان قزاقستان بن گیا ہوتا اور پھر ہماری باری تھی پاکستان خدانخواستہ دوسرا تاجکستان بن جاتا۔ جناب اب حکومت کو چاہیئے کہ آزاد کشمیر کی حکومت کو اعتماد میں لے اور ان کے ذریعے یہ چیزیں وہاں بھیجنے کا فوری طور پر بندوبست کرے ہمیں سب کچھ معلوم ہے کہ حکومت کی طرف سے اس ضمن میں نہایت سرد مہری سے کام لیا جا رہا ہے لیکن یہ صرف ایسے لوگ نہیں جو کہ اپنے آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں یہ لوگ ہندوستان سے آزاد ہو کر پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہتے ہیں لیکن یہاں ہماری طرف سے ان کے لیئے بالکل خاموشی ہی خاموشی ہے اور بے پروائی ہے جو نہایت ہی غلط کام ہے۔

جناب والا! موجودہ حکومت اور قیادت آزاد کشمیر نے اس ضمن میں جو کارہائے نمایاں کیئے ہیں اور مقبوضہ کشمیر کے لوگوں کو اس علم بغاوت اٹھانے میں انہوں نے جو کام کیئے ہیں وہ کسی

[Mr. Muhammad Ali Khan]

کو معلوم نہیں کیونکہ آزاد کشمیر کی حکومت اور آزاد کشمیر کی قیادت ذرا خفیہ کام کر رہی ہے اور اس معاملے میں نہایت احتیاط سے کام کر رہی ہے جناب اللہ تبارک و تعالیٰ نے موجودہ وقت میں مقبوضہ کشمیر کو ہندوستان کے پنجہ استبداد سے نجات دلانے کے لئے جو سازگار ماحول پیدا کیا ہے اب ہماری حکومت کا فرض اولین ہے کہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کشمیر کے معاملے کو اقوام متحدہ میں سربز کرانے کی کوشش کرے کیونکہ ماہرین قانون کے مطابق معاہدہ شملہ اس راہ میں حائل نہیں ہے جناب والا! ہم سب کو معلوم ہے کہ ہندوستان مقبوضہ کشمیر کو اتنی آسانی سے چھوڑنے والا نہیں۔ وہ کہیں گے کہ کشمیری مر جائیں کشمیری یہاں سے چلے جائیں لیکن ارض کشمیر جو ہے یعنی وادی کشمیر وہ ان کے قبضے میں رہے لیکن یہ بھی حقیقت عنقریب ان پر آشکارا ہو جائے گی کہ بندوق کے سہارے زیادہ دیر تک حکومت نہیں چلتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ جب ہندوستان کے لئے وہاں حالات زیادہ خراب ہوتے جائیں گے تو یقیناً وہ پاکستان کی طرف متوجہ ہوں گے اور ابھی سے انہوں نے ہم پر بیجا الزامات لگانے شروع کر دیئے ہیں لہذا ہمیں ہر وقت مستعد رہنا چاہیئے گو یہ سب کو معلوم ہے کہ ہم جنگ نہیں چاہتے کیونکہ ہمیں اس بات پر یقین ہے کہ لڑائیوں سے معاملات سلجھتے نہیں بلکہ معاملات اور بھی الجھ جاتے ہیں لیکن خدانخواستہ اگر ہم پر جنگ ٹھونسی گئی تو پھر دشمن کو دندان شکن جواب دینے کے لئے ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیئے کیونکہ یہ صرف افواج کی جنگ نہیں ہوگی جناب والا! یہ اقوام کی جنگ ہوگی یہ پاکستان عوام اور ہندوؤں کی جنگ ہوگی اس کے لئے سب سے پہلے ہمیں اپنے گھر کو درست کرنا ہوگا۔ جناب والا! جو حالات آج سندھ میں ہم نے دیکھے ہیں ان کی وجہ سے ہم دنیا کی نظروں میں ذلیل ہو گئے ہیں وہاں مسلمان مسلمان کے خون کا پیاسا ہے وہاں جو کچھ ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ تقسیم کے وقت ہندوؤں اور سکھوں نے بھی وہ ظلم مسلمانوں کے ساتھ نہیں کیئے جس طرح سے کہ آج ایک مسلمان سندھ میں مسلمان کے ساتھ کر رہا ہے جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ وہاں ایک سول وار کی سی پوزیشن ہے لہذا حکومت کو چاہیئے کہ اس طرف خاص توجہ دے اور اگر مرکزی حکومت سندھ میں معاملات کو درست کرنے سے قاصر رہی تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پھر مسئلہ کشمیر کے بارے میں ان سے توقعات رکھنا احمقوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہوگا۔

**Mr. Presiding Officer:** Is there any other Senator who would like to speak today? I am making this request because there is a reception by the French Embassy for the President of France who is here. Would any one else like to address today or is it the sense of the House that we should adjourn the proceedings today?

**Dr. Mahbubul Haq:** Mr. Chairman, we may adjourn the House this evening, and tomorrow, if we are going to prorogue the House, I think, it would be good to dispense with the Question Hour and some of the motions so that we can accommodate all the speakers on this very vital subject.

**Mr. Presiding Officer:** The question of the suspension of Question Hour would be put to the House tomorrow. So, in any case, the proceedings are adjourned until 10.00 A.M. tomorrow.

Thank you

---

[The House then adjourned to meet again at ten O'clock in the morning on Thursday, the 22nd of February, 1990).

---